اسلامی کانفرنس تنظیم کے عہدیداروں سے

رہبر انقلاب اسلامی

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کا

خطاب

برادران عزیز میں ایک حکومتی عہدیدار کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک دینی طالب علم اور عالم دین کے عنوان سے اس موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ حضرات نے اور مختلف ممالک کی تنظیموں اور اداروں نے تبلیغ و ترویج اسلام کے سلسلے میں جو زحمتیں اٹھائیں ہیں وہ قابل تحسین ہیں اور یقیناً تبلیغ دین کی راہ میں کی جانے والی صادقانہ اور مخلصانہ کوششوں کی قدردانی خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ ہم بھی ایک ضعیف اور کمزور انسان ہونے کی حیثیت سے تبلیغ اسلام کی راہ میں آپ کی طرف سے کی جانے والی کوششوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اولاً تو اسلام کی دعوت کا فریضہ جو شخص بھی انجام دیتا ہے اس کے لئے وہ باعث فخر ہے ہم سب پر خداوند تعالیٰ کا یہ احسان ہوگا کہ ہم اس کی طرف لوگوں کی ہدایت کر سکیں اور جو لوگ دینی حقائق سے آگاہ نہیں ہیں ان کے سامنے ان کی وضاحت کر سکیں۔

سب سے پہلا داعی الی اللہ خود خدا ہے "واللہ یدعوا الی دار السلام" اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہلے مبلغ دین ہیں۔

ہم سب کے لئے باعث فخر یہ ہے کہ وہ کام کریں جس کا خداوند تعالیٰ نے اپنے بہترین بندے اور برگزیدہ ترین پیغمبر کو حکم دیا ہے "ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن" اسلام نے دعوت کی برکت سے ہی عالم وجود کے ایک عظیم حصے کو مسخر کر لیا۔

ہمارے پاس جہاد کا راستہ بھی ہے اور شمشیر کا بھی لیکن شمشیر کا راستہ وہاں اپنایا جاتا ہے جہاں رکاوٹ دور کرنا مقصود ہو تاکہ دلوں پر دعوت کا اثر ہو سکے۔ اس عظیم ایران میں جس چیز نے اسلام کو لوگوں کے دلوں کی گہرائی تک پہنچایا ہے وہ مجاہدوں کی تلوار نہیں تھی۔ مجاہدین کی تلوار نے صرف اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا بلکہ مومن و مخلص افراد کے قول و فعل کے لحاظ سے یہ دعوت ہی تھی کہ جس نے لوگوں پر اثر کیا۔ مخلص افراد نے اپنے عمل کے ذریعہ لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ "کونوا دعاة الناس بغیر السنتکم"۔

بہر حال انہوں نے اس طرح سے عمل کر دکھایا اور آپ آج کئی صدیاں گزرنے کے بعد بھی دیکھ رہے ہیں کہ ان اسلامی ملکوں' ایشیا، اور افریقہ اور براعظم ایشیا کے دور دراز ترین علاقوں میں رہنے والوں کے دلوں میں اسلام نفوذ کر چکا ہے۔ حتی کہ کمیونسٹ حکومت نے ۷۰ سال تک اسلامی اور دینی بنیادوں کے خلاف کام کیا لیکن جوں ہی اس حکومت کا شیرازہ بکھرا آپ نے دیکھا کہ قفقاز اور وسطی ایشیا میں لوگوں نے کس طرح اپنے اسلامی جذبے کا ثبوت دیا اور یہ بات دعوت اسلامی کی طاقت' الٰہی و اسلامی بنیادوں کی قوت اور دلوں کو تسخیر کرنے اور لوگوں کی روح و جان میں اترنے کے سلسلے میں قرآن کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔

عزیز بھائیو! ان میدانوں میں ہمارے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے' قرآن ہمارے پاس موجود ہے' سنت پیغمبر اور اہل بیت کی روش ہمارے سامنے ہے' اسلام کے نورانی احکام ہمارے ہاتھ میں ہیں' بلند الٰہی و اسلامی معارف ہمارے پاس ہیں اور آج بھی دنیا ان معارف کی محتاج ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس طرح کمیونسٹوں کے الحادی نظریات ایک طویل مدت تک کے لئے دنیا میں اسلامی معارف کو محدود نہ کر سکے' اسی طرح مغرب کے موجودہ نظریات بھی کہ جو ایک اور انداز اور راستے سے زندگی کے بہت سے میدانوں میں اسلامی احکام اور معارف کے مد مقابل ہیں' اسلامی احکام و معارف کی شیرینی اور مٹھاس کو کم نہیں کر سکیں گے۔ آج بشریت اسلام کی پیاسی ہے۔ بعض صاحبان نظر کی اس بات کی میں بھی تائید کرتا ہوں کہ آئندہ صدی اسلام کی صدی ہوگی۔ ہمارے تجربات

اور عالمی میدان پر ہماری نظر اسی بات کی تائید کرتی ہے بشرطیکہ ہم جو داعیان اسلام میں سے ہیں، اپنی ذمہ داریوں پر عمل کریں۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں پر عمل کریں کے تو راہ ہموار اور فضا سازگار ہے۔ اسلامی تعلیمات میں دل کی گہرائیوں میں اتر جانے اور پوری دنیا میں پھیل جانے کی صلاحیت موجود ہے۔

جو بات اہم ہے وہ یہ ہے کہ دعوت حق اور تبلیغ اسلام کا ہر زمانے کے لحاظ سے اپنا تقاضا ہوتا ہے اس تقاضے کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ اپنے مخاطب کی شناخت کی ضرورت ہے اور مخاطب کے ساتھ مناسب طرز و انداز گفتگو کو تلاش کرنا چاہئے۔ میرے نزدیک آپ برادران اور تبلیغ اسلام کے ذمہ داروں کے لئے جو بات ہم آہنگی کا محور قرار پانی چاہئے وہ یہ کہ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ دنیا میں تبلیغ کا وسیلہ کیا ہونا چاہئے، کس چیز کی طرف لوگوں کو دعوت دیں اور ہمیں لوگوں کے مسائل اور انسانوں کی مشکلات کو کس عینک سے اور کن شرائط کے ساتھ دیکھنا ہوگا تاکہ ان کے سامنے اسلام کو صحیح طریقے سے پیش کر سکیں۔

میری نظر میں آج اسلام کے بارے میں دو قسم کے رجحانات اور نظریات موجود ہیں اور دونوں خطرناک اور مخالف اسلام ہیں۔ ایک رجحان وہ ہے کہ جس کی رو سے اسلام کو چند عبادات یا زیادہ سے زیادہ ذاتی احوال تک محدود اور زندگی کے اہم ترین میدانوں کو اسلام کی دسترس سے دور سمجھا جاتا ہے۔ اس نظریہ کے تحت اسلام کا سیاست، اقتصادی و سماجی تعلقات اور دوسرے اہم کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اسلام صرف دل میں موجود عقیدے اور ایک انفرادی عمل کا نام ہے یا زیادہ سے زیادہ گھر کے ماحول اور خاندانی تعلقات تک محدود ہے۔ اس قسم کا اسلام وہ اسلام نہیں ہے جس کی آج دنیا پیاسی ہے، دراصل یہ صلاحیت فقط اسلام ہی میں پائی جاتی ہے۔

پیغمبر گرامی اسلامؐ نے مدینہ پہنچ کر اسلامی حکومت کی بنیاد رکھ دی اور آپؐ خود اس حکومت کے سربراہ رہے۔ اگر اسلامی اقتدار کے علاوہ ملک اور معاشرہ کے سیاسی مسائل کو مد نظر رکھے بغیر اسلام کو فروغ حاصل ہو سکتا تھا تو حضورؐ حکومت ان ہی لوگوں کے سپرد کر دیتے جو اس کی لالچ رکھتے تھے اور آپؐ صرف تبلیغ دین کے عمل میں مشغول ہو جاتے اور کسی طریقے سے احکام بیان کرتے رہتے یا لوگوں کو نصیحت فرماتے رہتے۔ پیغمبر اکرمؐ نے اسلامی نظام قائم کیا۔

اسلام کے مطابق عمل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، صرف دل یا انفرادی اور ذاتی افعال اور چھوٹے اور پست معاملات پر اسے لاگو کرنا کافی نہیں ہے ـــ یہ نظریہ ایک غلط نظریہ ہے۔

اسلامی مسائل کے سلسلے میں ایک اور طرز فکر بھی موجود ہے جبکہ میری نظر میں یہ بھی اتنی ہی غلط ہے جتنا کہ پہلے دو نظریات، یعنی بعض لوگ زندگی کے مختلف مسائل کے سلسلے میں جب اسلام کا نظریہ بیان کرنا چاہتے ہیں تو اسلام کا نظریہ معلوم کرنے کے لئے متن اسلام اور قرآن کریم اور حقیقت اسلام کی طرف رجوع کرنے کے بجائے دنیا میں رائج باتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جس چیز کو آج مغربی تہذیب و ثقافت اپنے ہمہ گیر تسلط کی وجہ سے دنیا کے بہت سے علاقوں میں قطعی حیثیت دے چکی ہے اسی کی اسلام کے نام پر تکرار کرتے ہیں۔ آج مغربی تہذیب و ثقافت نے جو باتیں شروع کر رکھی ہیں وہ کوئی نئی نہیں ہیں گزشتہ دو صدیوں سے دنیا میں ان ہی باتوں کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ البتہ مغربی ممالک تمدن اور مادی ترقی کے اعتبار سے اچھے راستوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ دولت و ثروت کی کثرت، علم و دانش کی ترقی اور مختلف ایجادات یقیناً یہ سب چیزیں ان مثبت پہلوؤں کا نتیجہ ہیں جو ان کی سوچ میں موجود تھے یا ان خصوصیات کا نتیجہ ہیں کہ جو مخصوص علاقے کی وجہ سے ان سے مربوط ہیں۔

یہ قوم علاقائی اعتبار سے بعض ایسی خصوصیات کی مالک ہے جو ترقی و پیشرفت کا باعث بنتی ہیں لیکن مغربی ممالک اپنی ثقافت اور تمدن کے زیر سایہ آج انسان ہونے کے اعتبار سے سعادت مند نہیں ہیں۔ ان میں روحانی اطمینان موجود نہیں ہے، سماجی انصاف موجود نہیں ہے۔ مغربی تمدن میں انسان اور انسانیت کے احوال کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اہل یورپ نے اسی تمدن کے ساتھ دنیا کی سب سے بڑی جنگیں شروع کرائی ہیں۔ اہل مغرب نے اسی تمدن کے ساتھ اور اسی تمدن کے ذریعہ دنیا میں سب سے بڑی قتل و غارتگری کا بازار گرم کیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل دنیا کے ایک عیسائی ادارے نے یہ اعداد و شمار دیئے ہیں۔ عیسائیت کے تمام ادوار کی نسبت حالیہ صدی میں عیسائیوں کو سب سے زیادہ قتل کیا گیا ہے اور یہ چیز ان اعداد و شمار میں سے ہے جو گزشتہ ہفتے ہی دنیا میں منظر عام پر لائے گئے ہیں۔ میری یہ خواہش تھی کہ اعداد و شمار دینے والے سے سوال کروں کہ ان عیسائیوں کو کس نے قتل کیا ہے؟ کیا مسلمانوں نے انہیں قتل کیا؟ کیا بدھ مت کے پیروکاروں نے انہیں قتل کیا ہے یا خود عیسائیوں نے انہیں قتل کیا ہے؟ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں پوری دنیا کے لوگوں کو کس نے قتل کیا تھا؟ یہ خود عیسائی ہی تھے جنہوں نے انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اس کے ساتھ ان ہی افراد نے بہت سے غیر عیسائیوں اور غیر

باشندوں کو بھی نابود کر دیا۔ اسی مغربی ثقافت نے تقریباً ڈیڑھ سو سال تک دنیا پر استعمار کو مسلط کیے رکھا۔ ایشیاء اور افریقہ کے بہت سے ممالک یا شائد تمام ممالک بہر حال افریقہ کے بارے میں کم از کم کہا جا سکتا ہے کہ افریقہ کے تقریباً تمام ممالک میں کئی کروڑ انسان مسلسل کئی برس تک استعمار کے زیر تسلط تکالیف برداشت کرتے رہے اور دکھ اٹھاتے رہے، آپ اسی برصغیر میں دیکھ لیں برطانیہ نے کیا کیا؟ شمالی افریقہ میں دیکھ لیں فرانسیسیوں نے کیا کیا؟ مشرقی ایشیاء کے دور دراز علاقوں میں ہالینڈ، پرتگال، بیلجیم اور برطانیہ کا کردار کیا رہا؟ لوگوں کے ساتھ انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا؟ اور ان ہی کے ہاتھوں انہیں کونسا دن دیکھنا پڑا؟

ایران ایک ایسا ملک ہے جو کبھی بھی براہ راست استعمار کے زیر تسلط نہیں رہا لیکن پھر بھی آپ دیکھ لیں کہ مغربی حکومتوں کے اثر و نفوذ نے ایران میں کیا کیا؟ ہمیں سو سال پیچھے دھکیل دیا۔ ایک روز ہم دنیا میں علم کے پیشرووں میں سے تھے۔ ایرانی علم اور فکر و دانش دنیا میں پیش قدم تھی۔ جب قوموں کی نشو نما کا وقت آیا تو اہل یورپ نے ہی خود ہمارے ملک میں موجود آمروں کی مدد سے ہمیں پیچھے دھکیل دیا اور ہم کاروان تمدن سے سو سال پیچھے رہ گئے۔ ایران میں انتہائی ظلم کیا گیا اور حد سے زیادہ امتیازی سلوک کیا گیا۔ آپ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے اپنے ملک میں اپنی قوم پر اثر انداز ہونے والے مغربی تمدن کے نقصانات نہ دیکھے ہوں۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو نقصانات خود مغربی اقوام نے اپنے اس تمدن سے اٹھائے ہیں وہ ان نقصانات سے کم نہیں ہیں کہ جو دوسری اقوام نے اٹھائے ہیں۔ آج مغرب اور یورپ میں خاص کر امریکہ اور شمالی یورپ میں خاندانی بنیادوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ آج نوجوانوں کو آرام و سکون حاصل نہیں ہے۔ مغربی تمدن کے زیر سایہ نوجوان نسل، حیرت و پریشانی، اضطراب و سرگردانی اور عدم اطمینان کا شکار ہے۔ یہی وہ تمدن ہے جو مغرب نے انسانوں کو دیا ہے۔ ہم اسلام کے سلسلے میں زیادہ تر سوال و جواب کا سامنا ان ہی علاقوں میں کر رہے ہیں مثلاً امریکہ، یورپ اور دوسرے علاقوں میں جہاں پر کہ مغربی تہذیب اثر کر چکا ہے۔ ہمارے مبلغین موجود ہیں اور جہاں تک ان میں قوت و توانائی موجود ہے وہ لوگوں کے سوالات کا جواب دے رہے ہیں۔ یقیناً آپ نے بھی اس سلسلے میں خبریں سنی ہوں گی۔

> یہ ایک حقیقی یلغار ہے۔ آج وہ دن ہے کہ دعوت اسلامی کے ذمہ دار آپ افراد ایک جوابی حملہ شروع کر سکتے ہیں۔ ان باتوں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھنے والے سبھی افراد اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ حملہ کرنا بہترین دفاع ہے لہذا آپ جوابی حملہ شروع کر دیں۔ ضروری نہیں کہ جوابی حملہ ہمیشہ منفی پہلوؤں کا حامل ہو بلکہ مثبت پہلو منفی پہلوؤں سے زیادہ ہیں۔

پس آج دنیا حقیقی اسلام کی طلبگار ہے۔ ہمیں لوگوں کے لئے اسلامی احکام بیان کرنے کے لئے خود اسلام کی اصطلاحات سے استفادہ کرنا چاہئے۔ ہمیں مغربی ثقافت کی اصطلاحات استعمال نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ وہ پورے طور پر اسلامی معانی کو بیان نہیں کرتی ہیں۔ یہ تعصب کی بات نہیں ہے، میں مغربی ثقافت کے سلسلے میں متعصب رویہ نہیں رکھنا چاہتا۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم ثقافتوں کے تبادلے کے قائل ہیں۔ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ مختلف کلچر ایک دوسرے سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ ہم نے مختلف ثقافتوں سے استفادہ کیا ہے۔ دور اول میں اسلام نے بھی روم اور ایران کی ثقافت سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اور آج بھی ہم مختلف ثقافتوں سے استفادہ کر رہے ہیں۔ لیکن جس چیز سے آپ کو خبردار کرنا چاہتا ہوں وہ مغربی ثقافت کے سامنے گھٹنے ٹیکنا ہے۔ میں اس کی روک تھام کرنا چاہتا ہوں اور آپ سب اس چیز سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں، میں اس چیز سے خبردار کرنا چاہتا ہوں، ہمیں چاہئے کہ اسلامی ثقافت کا احیاء کریں۔ آج جبکہ خاص کر اسلامی بیداری پیدا ہو چکی ہے بالخصوص اسلامی ثقافت کے خلاف ایک بھرپور یلغار جاری ہے، اسلامی حکومتیں خود مختاری کا احساس کر رہی ہیں۔ اسلامی ممالک عزت و وقار کا احساس کر رہے ہیں۔ ہم تمام عالم اسلام میں دیکھ رہے ہیں کہ قوموں میں بھی، اور حکومتوں میں بھی تمام دنیا پر اقتدار اور سلطنت کے دعویداروں کی اطاعت کا جذبہ نہیں پایا جاتا۔ آج قوموں اور حکومتوں میں خود مختاری کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے، قومیں اور حکومتیں اب بیدار ہو چکی ہیں۔ خود ہم نے ایران میں بھی ان تمام قوموں کو نفی میں جواب دیدیا ہے جو ہمیں تسلط پسندانہ نگاہ سے دیکھنا چاہتی تھیں اور ہم اپنے اس عمل پر خوش بھی ہیں اور راضی بھی اور اس سلسلے میں ہمیں کسی مشکل کا سامنا بھی نہیں کرنا پڑا۔ البتہ ہمیں ملک میں کچھ مشکلات کا سامنا ضرور رہے

لیکن یہ مشکلات خود ہماری کمزوریوں کا نتیجہ ہیں۔ دشمن ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکا ہے البتہ واضح سی بات ہے کہ دشمن ہمارے کاموں کی رفتار کو سست ضرور کر دیتا ہے اور مشکلات کھڑی کر دیتا ہے لیکن یہ تمام مشکلات دور کی جا سکتی ہیں۔ یہ کوئی بڑی مشکلات نہیں ہیں' اس سے بڑھ کر اور کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ ایک قوم ثقافتی اعتبار سے اغیار کی ثقافت کے ہاتھوں مغلوب ہو جائے۔ ہمیں عالم اسلام کو اس مشکل سے نجات دلانی چاہئے۔

برادران عزیز! یورپ نے اپنے کئی عشروں اور امریکہ نے بھی آخری چند دہائیوں کے تسلط کے دوران اس بات کی کوشش کی ہے کہ اسلامی ممالک میں اسلامی ثقافت کے بجائے اپنی ثقافت کو مسلط کر دیں اور تمام پہلوؤں سے انہوں نے اپنی ثقافت کو مسلط کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ ایک حقیقی یلغار ہے۔ آج وہ دن ہے کہ دعوت اسلامی کے ذمہ دار آپ افراد ایک جوابی حملہ شروع کر سکتے ہیں۔ ان باتوں کو سمجھنے کی صلاحیت رکھنے والے سبھی افراد اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ حملہ کرنا بہترین دفاع ہے لہذا آپ جوابی حملہ شروع کر دیں۔ ضروری نہیں کہ جوابی حملہ ہمیشہ منفی پہلوؤں کا حامل ہو بلکہ مثبت پہلو منفی پہلوؤں سے زیادہ ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ لوگوں کے سامنے اسلام کی خوبیوں' اسلام کے حقائق' اسلامی توحید کو بیان کریں' نبوت اور اسلامی انصاف کے اعلی معانی اور اسلام کی نظر میں حکومت اور انسان کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔

یہ تمام مکاتب فکر جو کہ انسان کی حمایت کا دعوی کرتے ہیں' ان میں سے کس مکتب نے انسان کے بارے میں اس طرح کی بات کی ہے: "من اجل ذالک کتبنا علی بنی اسرائیل انه من قتل نفسا بغیرنفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاها فکانما احی الناس جمیعا" کس نے آج تک انسان کے بارے میں اس طرح کی بات کی ہے؟ اسلام کے علاوہ کس مکتب فکر نے انسانوں کی نابودی کے بارے میں اس عظمت و بزرگی کے ساتھ بات کی ہے؟ انسان اس چیز کو پسند کرتے ہیں۔ آج کا انسان بڑی عالمی طاقتوں کی آمریت اور مطلق العنانیت کا اسیر ہے۔ آپ دیکھیں کہ فلسطین میں کیا ہو رہا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ فلسطینی گھر کے کچھ غاصبوں اور کچھ جارحین کے ہاتھوں مغلوب ہو چکے ہیں اور سب سے زیادہ مغلوبیت یہ ہے کہ ان میں اپنی بات کہنے تک کی بھی جرأت نہیں ہے۔ انہیں اپنا حق طلب کرنے کا بھی حق حاصل نہیں ہے۔ یہ ہے سب سے بڑا ظلم جو آج کسی قوم پر کیا جا رہا ہے۔ یہ ظلم کون کر رہا ہے؟ یہ ظلم' وہی یورپ اور امریکہ میں انسان اور انسانیت کی حمایت کرنے والے کر رہے ہیں! اسرائیل تو خود اپنی ذات میں کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اسرائیل ایک کمپنی کی مانند ہے جو مغربی دنیا یورپ اور امریکہ میں بسنے والے بعض افراد کے حصہ وتعاون سے بنی ہے اور انہوں نے مسلمانوں کو ان کے گھر سے نکال باہر کیا ہے۔ آج انسان کی حمایت او آزادی کے دعویداروں کی طرف سے انسانیت پر اتنا بڑا ظلم کیا جا رہا ہے۔ لہذا یہ لوگ جو آزادی کی بات کرتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں۔ ہاں البتہ مغرب میں نفسانی خواہشات' انفرادی سرگرمیوں کی آزادی حتی کہ انسانوں پر ظلم کی حد تک ضرور موجود ہے۔ آج امریکہ میں جو آزادی ہے وہ کیا ہے؟ یعنی ایک شخص اپنے مفادات کی خاطر کسی پر ظلم کر سکتا ہے اور دبا ڈال سکتا ہے البتہ اس قانون کے دائرہ کار میں جس کو ان ہی افراد نے لکھا ہے وہ اس قسم کی آزادی کو قبول کرتے ہیں لیکن استکباری طاقتوں کے استحصال سے قوموں کی آزادی کے ہرگز خواہاں نہیں ہیں اور اسے قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ آپ دیکھیں آج دنیا میں فلسطینی عوام کے دفاع کی بات بہت سے افراد کے لئے ایک وحشتناک بات ہے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ فلسطینی عوام فلسطین کے اصل مالک ہیں تو ایسا ظاہر کیا جاتا ہے جیسے دنیا میں کسی نے کوئی بہت بڑی غلط بات کہہ دی ہو۔ آپ دیکھیں کہ اس اعتبار سے کتنا برا ماحول بن چکا ہے۔ جس دنیا میں اس قسم کی ثقافت کی بالادستی ہو گیا اس میں اس سے بڑا بھی کوئی دوسرا ظلم ہو سکتا ہے۔ یہ کھلا ہوا ظلم ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا ظلم نہیں ہو سکتا۔ یہ انسانیت پر ظلم ہے' آج قومیں اسلام کی پیاسی ہیں کیونکہ اسلام عدل و انصاف کا طرفدار ہے۔ لیقوم الناس بالقسط۔ انبیاء کی بعثت' آسمانی کتابوں کے نزول وغیرہ کا مقصد عدل قائم کرنا' انسانیت کا حق ادا کرنا اور بشریت کا دفاع کرنا ہے۔ اسلام اسی کا نام ہے۔ دنیا کی تمام قومیں اور دنیا کے تمام انسان اسی اسلام کے پیاسے ہیں۔ اس بات کو پوری دنیا تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آج جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام کرنے والے ہیں وہ تشہیراتی وسائل سے استفادہ کر رہے ہیں۔ فن' فلم' ناول' کتاب اور دوسری تحریروں کے ذریعے اسلام کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ تاریخ لکھ رہے ہیں۔ دائرۃ المعارف مرتب کر رہے ہیں۔ اگرچہ دائرۃ المعارف کا تقاضا یہ ہے کہ لکھنے والا سیاسی' اقتصادی اور فکری و علمی مطالب لکھتے وقت غیر جانبدار ہو لیکن وہ اپنی دائرۃ المعارف میں اسلام' مسلمین' تاریخ اسلام اور اسلامی حقائق کے خلاف مواد شامل کرتے ہیں یعنی اسلام کے خلاف اپنے تمام تر ذرائع کو بروئے کار لا رہے ہیں اور اپنے باطل نظام کی حمایت کر رہے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے تمام تر ذرائع' خاص کر فن کے ذریعے اپنے حق کا دفاع کیجئے۔ عالم اسلام میں بہت سے اہل فن موجود ہیں۔ وہ مسئلہ فلسطین کو جس طرح سے ضروری ہے' اس طرح

ے اپنے فن کے قالب میں کیوں نہیں ڈھالتے؟ اسلامی ممالک پر اغیار کے سو یا ڈیڑھ سو سالہ تسلط کو فن کے قالب میں کیوں نہیں بیان کرتے؟ اسے ماضی کی داستان نہ کہیے۔ یہ لوگ یہی چاہتے ہیں کہ ماضی کو فراموش کر دیا جائے۔ آخر وہ کیوں صلیبی جنگوں کو وہ نہیں بھلاتے؟ وہ صلاح الدین ایوبی کو کیوں فراموش نہیں کرتے؟ وہ لوگ شیعہ، سنی اختلافات پیدا کرنے کے لئے معمولی سے موقع کو بھی ہاتھ سے کیوں نہیں جانے دیتے؟ وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ماضی کو بھول جائیں؟

دراصل جس ماضی کو بھلا دینا چاہئے وہ مسلمانوں کے درمیان اختلافات سے متعلق ماضی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے اختلافات کو طاق نسیاں میں رکھیں۔ جو ماضی میں ان کے پاس تھا۔ آج اسے گوشۂ نسیاں میں پھینک دینا چاہئے۔ آج مسلمانوں کو اغیار کے سامنے آپس میں ید واحدہ بنا چاہئے۔ یہ ہیں وہ باتیں جنہیں بھلا دینا چاہئے۔ لیکن ان کارروائیوں کو فراموش نہیں کرنا چاہئے جو دشمن نے اس عظیم امت کے خلاف انجام دی ہیں۔ انہیں کیوں بھلانا چاہئے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

ہمیں چاہئے کہ یہ حقیقت آج کی نسل کے سامنے کھل کر بیان کریں۔ دنیا والوں کے ساتھ بھی لین دین رکھنا چاہئے، ہم یہ تو نہیں کہتے کہ ان کے ساتھ لین دین نہ رکھیں۔ ہمارا تعلق ایسے ملک سے ہے جو اصولوں کی بنیادوں پر چل رہا ہے۔ ہمارا دنیا بھر سے رابطہ ہے، صرف دو ملکوں سے ہمارا رابطہ نہیں ہے، ایک اسرائیل ہے اور دوسری امریکی حکومت ہے، وہ بھی، ہمارے خلاف اس کی معاندانہ کارروائیوں کی وجہ سے جو آج بھی جاری ہیں اور ہمارے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے پس پردہ تسلط کے عزائم رکھتی ہے۔ ہم یہ بات سمجھتے ہیں اور اس کی شناخت بھی رکھتے ہیں، ہمارا پوری دنیا کے ساتھ لین دین ہے۔

لہٰذا ان لوگوں کو سمجھنا تعلقات قائم کرنے کے مسئلے کے منافی نہیں ہے جنہوں نے ماضی کی تاریخ میں ہمارے اوپر منفی اثرات مرتب کئے ہیں، انسان آپس میں تعلقات بھی قائم رکھ سکتے ہیں۔

جو آخری نکتہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ ہے اسلامی ممالک کے درمیان اتحاد و یکجہتی کا تحفظ۔ یہ اسلامی کانفرنس اسلامی ممالک کے درمیان تنازعات کے حل یا کم از کم ان میں کمی پیدا کرنے کے لئے نہایت موزوں پلیٹ فارم ہے۔

اسلامی کانفرنس کے ایک سرگرم رکن ہونے کی حیثیت سے ہمیں خوشی ہے، چونکہ آج اس کانفرنس کی سربراہی ایران کے ذمے ہے لہٰذا ہم اس ذمہ داری کا احساس زیادہ رکھتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تنازعات حل ہو جائیں اور ہمیں معلوم ہے کہ اسلامی ممالک کے درمیان زیادہ تر تنازعات سطحی قسم کے ہیں جو غلط فہمی کی بنیاد پر پیدا ہوئے ہیں۔

اسلام دشمن طاقتیں اسلامی ممالک میں مسلسل اختلافات پیدا کرنے کے درپے رہتی ہیں۔ ہم نے دو ہمسایہ ممالک، دور دراز علاقوں میں واقع دو ممالک، عرب اور غیر عرب ممالک، خود عرب ممالک اور غیر عرب ممالک کے درمیان وحدت و یکجہتی قائم کرنے کے لئے اچھے اقدامات کئے ہیں۔ اس سلسلے میں الحمد للہ اہم قدم اٹھائے جا چکے ہیں۔ آج برادر اسلامی ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات پر ہم مطمئن ہیں جن کو الحمد للہ فروغ اور استحکام حاصل ہو رہا ہے۔ یہ معاملہ عالم اسلام کے لئے بھی برکتوں کی نوید سنا سکتا ہے۔

حال ہی میں ہمارے اور سعودی عرب کے درمیان قائم ہونے والے مستحکم اور دوستانہ تعلقات یقیناً اسلامی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں مؤثر اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ امید ہے کہ عالم اسلام کے ممالک کے درمیان اس قسم کے تعلقات مزید مستحکم ہو جائیں گے۔

عزیز بھائیو! میری خواہش ہے کہ عالم اسلام کو ایک امت کی نظر سے دیکھیں ہم ایک ہی امت ہیں ایرانی، عرب، پاکستانی یا ہندستانی ہونے کے ساتھ ساتھ ہم مسلمان بھی ہیں، ہم سب امت مسلمہ کے افراد ہیں ہم ایک ہی امت اور ایک ہی معاشرہ ہیں۔ اس نگاہ سے عالم اسلام کو دیکھئے اور عالم اسلام کے لئے سعی و کوشش اور محنت کیجئے، خدا بھی آپ کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ وہ آپ کی مدد کرے گا۔ فضا بھی ایسی ہے جو سازگار ہے انشاء اللہ امید ہے کہ مستقبل قریب میں ان مفاہمتوں مذاکروں اور اجلاسوں کے اثرات کا ہم اپنی زندگی میں ہی عالم اسلام اور اپنے اپنے ممالک میں نزدیک سے مشاہدہ کریں گے۔

اب میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اگر کوئی بھائی کچھ کہنا چاہیں تو کہیں میں (سننے کے) انتظار میں ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ